

(۳۵) وَمِنْ حَكَلَةً لَهُ عَلَيْهِ الْمَلَامُ

خطبہ (۳۵)

تحکیم ط کے بعد فرمایا

(ہر حالت میں) اللہ کیلئے حمد و شاہی ہے۔ گو زمانہ (ہمارے لئے) جانکاہ مصیتیں اور صبر آزمادا ٹھے لے آیا ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اس کے علاوہ کوئی معبد نہیں، وہ یکتا والاشریک ہے، اس کے ساتھ کوئی دوسرا خدا نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے عبد اور رسول ہیں۔

(تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ) مہربان، باخبر اور تجربہ کار ناصح کی مخالفت کا شرہ، حسرت و ندامت ہوتا ہے۔ میں نے اس تحکیم کے متعلق اپنا فرمان سنا دیا تھا اور اپنی قیمتی رائے کا نچوڑ تھا میرے سامنے رکھ دیا تھا۔ کاش کہ ”قصیر ملے“ کا حکم مان لیا جاتا، لیکن تم تو تند خونخالین اور عہد شکن نافرمانوں کی طرح انکار پر تل گئے۔ یہاں تک کہ ناصح خود اپنی نصیحت کے متعلق سوچ میں پڑ گیا اور طبیعت اس پچھماق کی طرح بھج گئی کہ جس نے شعلے بھڑکانا بند کر دیا ہو۔ میری اور تمہاری حالت شاعر بنی ہوازن ٹک کے اس قول کے مطابق ہے:

”میں نے مقامِ منزوجِ اللوی (ٹیلے کا موڑ) پر تمہیں اپنے حکم سے آگاہ کیا (گواں وقت تم نے میری نصیحت پر عمل نہ کیا) لیکن دوسرے دن کی چاشت کو میری نصیحت کی صداقت دیکھ لی“۔

--☆☆--

بعد التّحکیم

الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ إِنْ أَنْدَلَّ بِالْخُطْبِ
الْفَادِحِ، وَ الْحَدَّثُ الْجَلِيلِ. وَ أَشْهَدُ أَنْ لَا
إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَيْسَ مَعَهُ
إِلٰهٌ غَيْرُهُ، وَ أَنَّ مُحَمَّدًا أَعْبُدُهُ وَ رَسُولُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ.

أَمَّا بَعْدُ! فَإِنَّ مَعْصِيَةَ النَّاصِحِ الشَّفِيقِ
الْعَالِمِ الْمُجَرِّبِ ثُورِثُ الْحَسْرَةِ، وَ ثُعْقِبُ
النَّدَامَةِ. وَقَدْ كُنْتُ أَمْرُثُكُمْ فِي هَذِهِ
الْحُكْمُومَةِ أَمْرِي، وَ نَخَلَتْ لَكُمْ مَخْرُونَ
رَأْيِي، لَوْ كَانَ يُظَاعُ لِقَصِيرٍ أَمْ! فَكَبَيْتُمْ عَلَىَّ
إِبَاءَ الْمُخَالِفِينَ الْجُفَاهَةِ، وَ الْمُنَابِدِينَ
الْعُصَمَةِ، حَتَّى ارْتَابَ النَّاصِحُ بِنُصْبِهِ، وَ
ضَنَّ الرَّازِدُ بِقَدِّيهِ، فَكُنْتُ أَنَا وَ إِيَّا كُمْ
كَيَّا قَالَ أَخُوهُ هَوَازِنَ:

أَمْرُثُكُمْ أَمْرِي بِمُنْعِرِجِ اللَّوِي
فَلَمْ تَسْتَبِينُوا النَّصْحَ إِلَّا ضَحَى الْغَدِ

-----☆☆-----

ط جب اہل عراق کی خوزیز تلواروں سے شامیوں کی ہمت ٹوٹ گئی اور لیلۃ الہریر کے تابڑ توڑ گھلوں نے ان کے حوصلے پست اور ڈولے ختم کر دیئے تو عمر و بن عاص نے معاویہ کو یہ چال سو جھائی کہ قرآن کو نیزوں پر بلند کر کے اسے عکم ٹھہرانے کا نعرہ لکایا جائے، جس کا اثر یہ ہو گا کہ کچھ لوگ جنگ کو روانا پایاں گے اور کچھ جاری رکھنا پایاں گے اس طرح ان میں بچھوٹ ڈوا کر جنگ کو دوسرے موقعہ کیلئے ملتوی کر سکیں گے۔ چنانچہ قرآن نیزوں پر بلند کئے گئے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ پہندر پھروں نے شور و غوغماً کرتا تھا لشکر میں انتشار و بری پیدا کر

دی اور سادہ لوح مسلمانوں کی سرگرمیاں فتح کے قریب پہنچ کر دھمی پڑ گئیں اور بے سوچ سمجھے پکارنے لگے کہ: ہمیں جنگ پر قرآن کے فیصلے کو ترجیح دینا چاہیے۔

امیر المؤمنین علیہ السلام نے جب قرآن کو آلہ کار بننے ہوئے دیکھا تو فرمایا کہ: اے لوگ! اس مکروہ فریب میں نہ آؤ۔ یہ صرف شکست کی رو سیاہیوں سے بچنے کیلئے چال چل رہے ہیں۔ میں ان میں سے ایک ایک کی سیرت کو جانتا ہوں۔ نہ یہ قرآن والے یہیں اور نہ دین و مذہب سے انہیں کوئی لاثا ہے۔ ہمارے جنگ کرنے کا تو مقصد ہی یہ تھا کہ یہ لوگ قرآن کو مانیں اور اس کے احکام پر عمل پیرا ہوں۔ خدا کیلئے ان کی فریب کاریوں میں نہ آؤ۔ عزم و ہمت کے ولادوں کے ساتھ آگے بڑھو اور دم توڑتے ہوئے دشمن کو ختم کر کے دملو۔

مگر باطل کا پر فریب حربہ چل چکا تھا۔ لوگ طغیان و سرکش پر آٹر آئے۔ سعد ابن فدی کی تھمی اور زید ابن حسین طائی دونوں بیش ہزار آدمیوں کے ساتھ آگے بڑھے اور امیر المؤمنین علیہ السلام سے کہا کہ اے علی! اگر آپ نے قرآن کی آواز پر بلیک نہ کہی تو پھر ہم آپ کا وہی حشر کریں گے جو عثمان کا کیا تھا۔ آپ فوراً جنگ ختم کرائیں اور قرآن کے فیصلے کے سامنے سرتسلیم خم کریں۔ حضرت نے بہت سمجھانے بھجانے کی کوشش کی، لیکن شیطان قرآن کا جامد پہنچنے ہوئے سامنے کھڑا تھا۔ اس نے ایک نہ پلنے دی اور ان لوگوں نے امیر المؤمنین علیہ السلام کو مجبور کر دیا کہ وہ کسی فتح کر مالک اشتہر کو میدان جنگ سے واپس لوٹائیں۔

حضرت نے لاچا رہ کر یزید ابن ہانی کو مالک کے بلا نے کیتے بھیجا۔ مالک نے جب یہ حکم سناتا تو وہ چکرا سے گھنے اور کہا کہ ان سے کہیے کہ یہ موقعہ مورچ سے الگ ہونے کا نہیں ہے، کچھ دیر تو قف فرمائیں تو میں نوید فتح لے کر حاضر خدمت ہوتا ہوں۔ یزید ابن ہانی نے پڑ کر یہ پیغام دیا تو لوگوں نے ٹل مچایا کہ آپ نے پچکے سے انہیں جنگ پر جنم رہنے کیلئے کھلوا بھیجا ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ مجھے اس کا موقعہ کہاں ملا ہے کہ میں علیحدگی میں اسے کوئی پیغام دیتا۔ جو کچھ کہا ہے تمہارے سامنے کہا ہے۔ لوگوں نے کہا آپ اسے دوبارہ بھیجنیں اور اگر مالک نے آنے میں تاخیر کی تو پھر آپ اپنی جان سے ہاتھ دھولیں۔ حضرت نے ہانی کو پھر روانہ کیا اور کھلوا بھیجا کہ فتنہ الٹھ کھڑا ہوا ہے، جس حالت میں ہو فراؤ آؤ۔ چنانچہ ہانی نے مالک سے جا کر کہا کہ: تمہیں فتح عزیز ہے یا امیر المؤمنین علیہ السلام کی جان؟ اگر ان کی جان عزیز ہے تو جنگ سے ہاتھ الٹھاوا اور ان کے پاس پہنچو۔ مالک فتح کی کامرانیوں کو چھوڑ کر الٹھ کھڑے ہوئے اور حسرت و اندوہ لئے ہوئے حضرت کی خدمت میں پہنچے۔ وہاں ایک ہڑبوگ مچا ہوا تھا۔ آپ نے لوگوں کو بہت برا بھلا کیا، مگر حالات اس طرح پلٹا کھا پکے تھے کہ انہیں سدھارنا بنا سکتا تھا۔

اب یہ طے پایا کہ دونوں فریلن میں سے ایک ایک حکم منتخب کر لیا جائے تاکہ وہ قرآن و سنت کے مطابق خلافت کا فیصلہ کریں۔ معاویہ کی طرف سے عمر و ابن عاصی قرار پایا اور حضرت کی طرف سے لوگوں نے ابو موسیٰ اشعری کا نام پیش کیا۔ حضرت نے اس غلط انتخاب کو دیکھتے ہوئے فرمایا کہ: اگر تم نے تحریک کے بارے میں میرا حکم نہیں مانا تو اتنا تو کرو کہ اس (ابو موسیٰ) کو حکم نہ بناو۔ یہ بھروسے کا آدمی نہیں ہے۔ یہ عبد اللہ ابن عباس ہیں، یہ مالک اشتہر ہیں، ان میں سے کسی ایک منتخب کرو۔ مگر انہوں نے ایک نہ سئی اور اسی کے نام پر آڑ گئے۔ حضرت نے فرمایا کہ: اچھا جو چاہو کرو اور وہ دن دُور نہیں ہے کہ اپنی بے راہ رویوں پر اپنے ہاتھ کاٹو گے۔

حکمین کی نامزدگی کے بعد جب عہد نامہ لھا جانے لگا تو ”علی این ابی طالب“ کے نام کے ساتھ ”امیر المؤمنین“ لکھا گیا۔ عمر و ابن عاص نے کہا کہ اس لفظ کو مٹا دیا جائے۔ اگر ہم انہیں امیر المؤمنین سمجھتے ہوتے تو یہ جنگ ہی کیوں لڑی جاتی۔ حضرت نے پہلے تو اسے مٹانے سے انکار کیا اور جب وہ کسی طرح نہ مانے تو اسے مٹا دیا اور فرمایا کہ یہ واقعہ حدیبیہ کے واقعہ سے بالکل ملتا جلتا ہے کہ جب بخاراں پر آڑ گئے تھے کہ پیغمبر ﷺ کے نام کے ساتھ ”رسول اللہ“ کی لفظ مٹا دی جائے اور پیغمبر ﷺ نے اسے مٹا دیا۔ اس پر عمر و ابن عاص نے بگو کر کہا کہ: کیا آپ ہمیں بخارا کی طرح سمجھتے ہیں؟ حضرت نے فرمایا کہ: تمہیں کس دن ایمان والوں سے لگا و رہا ہے اور کب ان کے ہمنوار ہے ہو؟

بہر صورت اس قرارداد کے بعد لوگ منتشر ہو گئے اور ان دونوں ہجموں نے آپس میں صلاح و مشورہ کرنے کے بعد یہ طے کیا کہ علی این ابی طالب علیہ السلام اور معاویہ دونوں کو معزول کر کے لوگوں کو یہ اختیار دے دیا جائے کہ وہ جسے چاہیں منتخب کر لیں۔ جب اس کے اعلان کا وقت آیا تو عراق اور شام کے درمیان مقام دومتہ الجمل میں اجتماع ہوا اور یہ دونوں حکم بھی مسلمانوں کی قسمت کا فیصلہ بنانے کیلئے پہنچ گئے۔ عمر و ابن عاص نے چالاکی سے کام لیتے ہوئے ابو موسیٰ سے کہا کہ میں آپ پر سبقت کرنا سو، ادب سمجھتا ہوں، آپ سن و سال کے لحاظ سے بزرگ میں، لہذا پہلے آپ اعلان فرمائیں۔ چنانچہ ابو موسیٰ تابعیت میں آگئے اور جھوٹ میتے ہوئے مجمع کے سامنے آ کھڑے ہوئے اور لوگوں کو خطاب کرتے ہوئے کہا کہ: اے مسلمانو! ہم نے مل کر یہ فیصلہ کیا ہے کہ علی این ابی طالب اور معاویہ کو معزول کر دیا جائے اور انتخاب خلافت کا حق مسلمانوں کو دے دیا جائے، وہ جسے چاہیں منتخب کر لیں اور یہ کہہ کر بیٹھ گئے۔ اب عمر و ابن عاص کی باری آئی اور اس نے کہا کہ اے مسلمانو! تم نے سن لیا ہے کہ ابو موسیٰ نے علی این ابی طالب علیہ السلام کو معزول کر دیا ہے، میں بھی اس سے متفق ہوں، رہا معاویہ تو اس کے معزول کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، لہذا میں اسے اس جگہ پر نصب کرتا ہوں۔ یہ کہنا تھا کہ ہر طرف شور چکریا۔ ابو موسیٰ بہت بیخنے چلائے کہ یہ دھوکا ہے، فریب ہے اور عمر و ابن عاص سے کہا کہ تم نے چالبازی سے کام لیا ہے اور تمہاری مثال اس کتے کی سی ہے کہ جس پر کچھ لادو، جب ہانپے کا، چھوڑ دو جب ہانپے گا۔ عمر و ابن عاص نے کہا کہ تمہاری مثال اس گدھے کی سی ہے جس پر تباہیں لدی ہوئی ہوں۔ غش عمر و ابن عاص کی چالاکی کام کر گئی اور معاویہ کے آکھڑے ہوئے قدم پھر سے جم گئے۔

یقہاں تکہم کا مختصر ساختا کہ جس کی اساس قرآن و سنت کو قرار دیا گیا تھا مگر کیا یہ قرآن و سنت کا فیصلہ تھا؟ یا ان فریب کاریوں کا نتیجہ کہ جو دنیا والے اپنے اقتدار کو برقرار کھنے کیلئے کام میں لایا کرتے ہیں؟ کاش کہ تاریخ کے ان اور اقتوں کو مستقبل کیلئے مشعل راہ بنا یا جائے اور قرآن و سنت کو آڑ بنا کر حصول اقتدار کا ذریعہ اور دنیا طلبی کا وسیلہ بننے دیا جائے۔

امیر المؤمنین علیہ السلام کو جب تھیم کے اس افسوسناک نتیجہ کی اطلاع ملی تو آپ منبر پر تشریف لائے اور یہ خطبہ ارشاد فرمایا جس کے لفاظ سے آپ کا اندوہ و قلق بھلک رہا ہے اور ساختہ ہی آپ کی صحت فکر و نظر، اصلاح رائے اور دُور رس بصیرت پر بھی روشنی ڈالتا ہے۔

۵۔ یہ ایک مثال ہے جو ایسے موقعہ پر استعمال کی جاتی ہے کہ جہاں کسی نصیحت کرنے والے کی بات تکراری جائے اور بعد میں پچھتا یا جائے۔ اس کا واقعہ یہ ہے کہ حیرہ کے فرمازوں وابندیمہ اہرش نے جزیرہ کے تاجدار عمر و ابن طرب کو قتل کر دیا جس کے بعد اس کی بیٹی زباء جزیرہ کی حکمران قرار پائی۔ اس نے ختنہ نہیں ہوتے ہی اپنے باپ کے انتقام لینے کی یہ تدیری کی کہ جذیمہ کو پیغام بھیجا کہ میں تھا امور سلطنت کی انجام دہی نہیں کر سکتی۔

اگر تم مجھے اپنے جبالہ عقد میں لے کر میری سر پرستی کرو تو میں شکر گزار ہوں گی۔ جذمہ اس پیشش پر بچوانہ سما یا اور ہزار سوار ہمراہ لے کر جزیرہ جانے کیلئے آمادہ ہو گیا۔ اس کے غلام قصیر نے بہت سمجھایا بھجا یا کہ یہ دھوکا اور فریب ہے۔ اس خطرے میں اپنے آپ کو نہ لئے مگر اس کی عقل پر ایسا پردہ پڑا ہوا تھا کہ اس کی سمجھ میں یہ بات نہ آتی تھی کہ زبانے اپنی رفاقت کیلئے اپنے باپ کے قاتل ہی کو کیوں منتخب کیا ہے۔ بہر صورت یہ چل کھڑا ہوا اور جب حدود جزیرہ میں پہنچا تو گوز باء کا شکر استقبال کیلئے موجود تھا مگر نہ اس نے کوئی غاص آؤ بھگت کی، نہ پرتپاک خیر مقدم کیا۔ یہ رنگ دیکھ کر قصیر کا پھر ماتھا ٹھنکا اور اس نے جذمہ سے پٹ جانے کو کہا۔ مگر منزل کے نزدیک پہنچ کر آتش شوق اور بھڑک اٹھی تھی۔ اس نے پروار نہ کی اور قدم بڑھا کر شہر کے اندر داخل ہو گیا۔ وہاں پہنچتے ہی قتل کرڈا لا گیا۔ قصیر نے یہ دیکھا تو کہا: «لَوْ كَانَ يُطَاعُ لِقَصِيرًا أَمْ» (کاش قصیر کی بات مان لی ہوتی) اور اس وقت سے یہ میں پل نگی۔

۵ شاعر بنی ہوازن سے مراد ”ڈرید ابن صمه“ ہے اور یہ شعر اس نے اپنے بھائی عبد اللہ ابن صمه کے مرنے کے بعد کہا۔ جس کا واقعہ یہ ہے کہ عبد اللہ اپنے بھائی کے ہمراہ بنی بکرا بن ہوازن پر حملہ آور ہوا اور ان کے بہت سے اونٹ ہنکالا یا۔ واپسی پر جب مقام منعرج اللوی میں ستانے کا رادہ کیا تو ڈرید نے کہا کہ: یہاں ٹھہرنا مصلحت کے خلاف ہے، ایسا نہ ہو کہ پیچھے سے دشمن ٹوٹ پڑے، مگر عبد اللہ نہ مانا اور وہاں ٹھہر گیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ صحیح ہوتے ہی دشمنوں نے تملہ کیا اور عبد اللہ کو وہیں پر قتل کر دیا۔ ڈرید کے بھی زخم آئے لیکن وہ بیخ نکلا اور اس کے بعد چند اشعار کہے ان میں سے ایک شعر یہ ہے جس میں اس کی رائے کے ٹھکرایتے جانے سے جو تباہی آتی تھی اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔

